ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کے مظاہر: عہد رسالت مآب ﷺ کی شاعری کا اختصاصی جائزہ

Manifestations of Eloquence and Eloquence of the Arabic Language: A Specific Review of the Poetry of the Messenger of Allah (PBUH)

☆**Hafiz Samama Tahir**
M Phil Scholar, Institute of Islamic studies Punjab university, Lahore
☆☆**Shoaib Siddique**
PhD Scholar, Institute of Islamic studies Punjab university, Lahore
☆☆☆**Zahoor Elahi**
Lecturer, Govt. Islamia College, Kasur

Abstract

The manifestations of eloquence and rhetoric of the Arabic language are many. If you study the book of Allah, each letter of it is a proof of eloquence and rhetoric, even if we only consider it for a few words, lines, verses or a few Surahs. Keep it limited. In the same way, the precious words of pearls, jewels, rubies and corals spoken by the blessed tongue of the Holy Prophit Muhammad , the Messenger of Allah, peace be upon him, are proof of this. Moreover, the Prophet, peace and blessings be upon him, himself expressed this in this way: With the words "that I was sent with the Collections of speech." Similarly, in Arabic literature, such as prose, poetry, etc., its manifestations are found in such abundance and comprehensiveness that even though it is not impossible to cover them in writing, it is definitely a difficult matter.

Keywords: Poetry, Arabic eloquence and rhetoric,

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عربی زبان کو قدیم اور جدید ادوار میں نہایت اہمیت سے نوازا گیا ہے۔ سامی زبانوں میں سے سب سے بڑی زبان ہونے کا درجہ بھی حاصل ہے۔ مزید برآں قرآن کریم کا عربی زبان میں نزول، انسان اول کی زبان بھی عربی ہونا اور جنت میں تمام کی زبان عربی ہونا اس کی اہمیت کو مزید چار چاند لگا دیتا ہے۔ جس معاشرے پر قرآن کریم نازل ہوا، ان کی زبان بھی آباو اجداد سے عربی ہی چلی آرہی تھی۔ عربی زبان کی ترتیب، نظم، اسالیب، معانی کی گہرائی و دقت، الفاظ کی بناوٹ، حسن ادائیگی، دقت تعبیر، نظام اعراب اور کثرت معانی جیسی گوناگوں صفات عربی زبان کو باقی زبانوں کے مقابلے میں "ذروۃ سنامہ" کا مقام عطا کرتی ہیں۔ دیگر زبانوں کی طرح عربی زبان میں بھی مختلف لہجات پائے جاتے ہیں مثلا مصری، شامی، عراقی، اور حجازی لہجات وغیرہ۔ فصاحت وبلاغت کا یہ عالم ہے کہ عرب اپنے مقابلے میں ساری دنیا کو عجم یعنی گونگا تصور کرتے ہیں۔ اس کی فصاحت وبلاغت کے مظاہر قرآن مجید، احادیث نبوی، نثر نگاری، عربی ادب اور شعر وشاعری میں پائے جاتے ہیں۔ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کا ایک مظہر یہ ہے کہ کسی لفظ کے سہ حرفی مادہ کو جس ترتیب سے بھی جوڑیں، وہ ایک با معنی لفظ کی شکل اختیار کرلے گا، مثلا رمضان کا سہ حرفی مادہ ر م ض کو مختلف اعتبارات سے اگر ترتیب دیں تو درج ذیل چھ الفاظ سامنے آتے ہیں: رمض، رضم، مضر، مرض، ضرم اور ضمر۔ ان کا معنی بالترتیب: ریت پر دھوپ کی شدت، بھاری قدموں سے دوڑنا، شدید ترش دودھ، شدید بیماری، آگ کی بھڑک،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

پتلے پیٹ والا آدمی۔(القاموس الوحید از مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی) دیگر ذرائع (مثلاً قرآن وحدیث) کی طرح شعر و شاعری میں بھی عربی زبان کے شاہکار نمونے پائے جاتے ہیں، انہی میں سے چند ایک کا اس مختصر اسائنمنٹ میں تذکرہ کیا جائے گا۔

- تعارف موضوع

جیسا کہ سابقہ چند سطور میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کے مظاہر بہت زیادہ ہیں۔ کتاب اللہ کا اگر مطالعہ کریں تو اس کا ایک ایک حرف فصاحت وبلاغت کا منہ بولتا ثبوت ہے چہ جائیکہ ہم صرف چند الفاظ، سطور، آیات یا چند ایک سورتوں تک اس بات کو محدود رکھیں۔ اسی طرح امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے موتیوں، نگینوں، یاقوت ومرجان سے قیمتی الفاظ اس کی بین دلیل ہیں، مزید برآں الصادق والمصدوق پیغمبر ﷺ نے خود بھی اس بات کا اظہار اس انداز سے فرمایا: ''بعثت بجوامع الکلم''[1] کہ مجھے جامع کلمات دیکر مبعوث کیا گیا۔ اسی طرح عربی ادب مثلاً نثر نگاری اور شعر وشاعری وغیرہ میں بھی اس کے مظاہر اتنی کثرت وجامعیت سے پائے جاتے ہیں کہ جن کو احاطہ تحریر میں لانا اگرچہ ناممکن تو نہیں، البتہ ایک مشکل امر ضرور ہے۔ مزید برآں یہ نثر نگاری اور شعر وشاعری قدیم ادوار سے چلی آرہی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی شعراء کی ایک کثیر تعداد ملتی ہے جو فن شاعری کے ماہر نظر آتے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی عورت محبوب لگتی تو وہ اسکی ذات کے بارے یا اس کے جسم کے کسی خاص عضو کے متعلق فصیحانہ اور معانی کی دقت وگہرائی سے لبریز ایسی کلام کہتا کہ جسے سن کر عقلاء کی عقلیں ورطہ تحیر میں مبتلا ہو جاتیں، یا کسی دو گروہوں کے درمیان قبائلی یا خاندانی عصبیت کا ظہور و قوع پذیر ہوتا تو وہ ایکدوسرے کی ہجو میں ایسے اشعار گنگناتے کہ سننے والوں کی زبانیں گنگ ہو جاتیں۔

لیکن جوں جوں تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے جائیں اور عہد رسالت مآب ﷺ پر نظر دوڑائیں تو یہ بات اظہر من الشمس نظر آتی ہے کہ اس مقدس اور خیر القرون قرنی کے مصداق عہد میں شاعری کو ایک نیا رخ دیا گیا۔ چونکہ اسلام اور نبی معظم ﷺ کی تربیت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ صلاحیتوں کو زندہ درگور نہیں کرتے، بلکہ ان کو زندگی کی ایک نئی اور ایسی سیدھی راہ پر گامزن کرتے ہیں کہ جو انسان کی دنیاوی واخروی فلاح وبہبود کی ایسی ضامن ہوتی ہے کہ باری تعالیٰ کے فرمان ''**فمن زحزح عن النار و أدخل الجنة فقد فاز** ''(آل عمران:185) کا مصداق بن جاتی ہے۔

بہر حال عہد رسالت مآب ﷺ میں شاعری کے اکثر مظاہر محمود شاعری سے متعلق ہیں اور وہ ''**والشعراء یتبعهم الغاون** ''(الشعراء:224) کی وعید سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس میں عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کے بھی حسین نمونے پائے جاتے ہیں۔ اور یہی ہماری اس اسائنمنٹ کا موضوع بحث ہے کہ **''عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کے**

[1] محمد بن اسماعیل ، البخاری ، صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب المفاتیح فی الید، حدیث 7013

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مظاہر۔۔۔عہد رسالت میں شعر و شاعری کا اختصاصی مطالعہ۔" یعنی فصاحت و بلاغت کے مظاہر تو بہت ہیں، لیکن اس میں سے صرف شاعری کے متعلق بحث ہو گی، مزید برآں جاہلیت یا بعد والے قرون کی شاعری سے قطع نظر صرف عہد رسالت مآب ﷺ کی شاعری میں موجود فصاحت و بلاغت کے نقاط پر بحث ہو گی۔

- اہمیت و ضرورت

اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کم و بیش 50 صحابہ و صحابیات ہیں جنھوں نے شعر و شاعری میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ مزید برآں عہد جاہلیت اور عہد رسالت اور بعد کے ادوار میں یہ سلسلہ اپنے تسلسل سے جاری رہا۔ اسی طرح عربی زبان سینکڑوں ایسی کتابیں موجود ہیں جن میں شعر و شاعری، اس میں موجود فصاحت و بلاغت کے مظاہر، شاعری کے اصول و قوانین، شاعری کے ارکان وغیرہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ خود نبی معظم ﷺ نے اپنی زبان مبارکہ سے شاعرانہ کلام کا اظہار فرمایا جیسا کہ غزوہ احزاب کے موقع پر آپ ﷺ اپنے صحابہ کے شانہ بشانہ مل کر خندق کی تعمیر کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے،

صحیح البخاری میں تفصیلا یہ واقعہ موجود ہے جس کے یہ الفاظ ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ

ترجمہ: اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی ہے، تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جواباً اللہ کے رسول ﷺ کو یہ اشعار سنا رہے تھے،

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا [1]

ترجمہ:

ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے جہاد پر جب تک زندگی ہے۔

- سابقہ کام

عربی زبان میں شعر و شاعری پر 100 کے قریب کتب موجود ہیں۔ جن میں صرف شعر و شاعری اور شعراء کا ادبی کلام ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن خاص اس موضوع پر میری نظر سے کوئی ایسا کام نہیں گزرا، جس میں اس انداز سے کام کیا گیا ہو، کہ پہلے شعراء کا تذکرہ

[1] محمد بن اسماعیل ، البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب التحریض علی القتال، حدیث:2834

کیا جائے اور پھر ان کے اشعار ذکر کر کے اس میں موجود فصاحت و بلاغت کے مظاہر کو اجاگر کیا گیا ہو۔ کیونکہ یہ خاصا مشکل اور محنت طلب کام ہے، جس کیلئے وقت کی فراوانی اور کتب کی کثرت درکار ہے۔

ذیل میں عہد رسالت مآب ﷺ کے چند شعراء کے اشعار کا تذکرہ کیا ہے اور ساتھ ہی ان میں موجود فصاحت وبلاغت کے مظاہر کو بھی نمایاں کیا گیا ہے

- سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وأحسن منک لم تر قط عینی و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب کأنک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ:

میری آنکھوں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا، اور آپ ﷺ جیسا خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں، آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، گویا آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق پیدا ہوئے ہیں۔[1]

فصاحت وبلاغت:

أحسن اسم تفضیل ہے جس میں سب سے زیادہ معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح لم کیساتھ نفی لائے، اور لم کی نفی میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ چیز معدوم ہی سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بعد قط بیان کر کے مزید تاکید پیدا کر دی ہے، گویا کہ کبھی بھی میری آنکھوں نے ایسا حسین نہیں دیکھا۔ اسی طرح اجمل بھی اسم تفضیل ہے اور اس میں بھی زیادتی والا معنی موجود ہے۔ خلقت یہ فعل ماضی مجہول ہے۔ کسی چیز میں موجود معنی کی تاکید کیلئے اکثر اوقات فعل مجہول لایا جاتا ہے، اسی طرح یہاں بھی فعل مجہول لایا گیا ہے۔ قد خلقت کما تشاء اس جملے میں بھی معنی کی حد درجہ گہرائی پائی جاتی ہے، کہ وہ شخص ایسے پیدا کیا گیا ہے جیسے خود اس نے اپنے آپ کو بنایا ہو، اپنا ایک ایک عضو اس نے خود تراش کر اپنے آپ کو نہایت نفاست سے وجود میں لایا ہو۔

اسی طرح سیدنا حسان بن ثابت ﷺ کا ایک شعر ہے:

وقال اللہ لقد أرسلت عبدا یقول الحق ان نفع البلاء
شہدت بہ فقوموا صدقوہ فقلتم لا نقوم ولا نشاء[2]

ترجمہ:

---

[1] پروفیسر مولانا محمد رفیق، منتخب عربی اشعار، مکتبہ قرآنیات لاہور ،ص 11
[2] الدکتور محمد عبدالحلیم غنیم ،شعراء حول الرسول □، مکتبۃ الایمان بالمنصورہ، الطبعۃ الاولیٰ ص 55

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً ایسے بندے کو نبی بنا کر بھیجا جو حق بات کہتا ہے جب کبھی بھی آزمائش آڑے آجائے، لہذا میں اس کے ساتھ حاضر ہوں، پس تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کی تصدیق کرو، تو تم نے جوابا کہا کہ نہ ہم کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی ہمارا ایسا ارادہ ہے۔

فصاحت وبلاغت:

شعر کے آغاز میں یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو کمال درجے کی فضیلت عطا کرتے ہوئے مقام عبودیت کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس کی مزید تاکید بیان کرنے کیلئے لقد کا استعمال کیا ہے، اور اس لفظ کی بھی ساخت پر اگر غور کیا جائے تو یہ دو لفظوں سے مرکب ہے ایک لام اور دوسرا قد اور یہ دونوں لفظ ہی تاکید کا معنی دیتے ہیں۔ پھر آگے فرمایا یقول ۔۔۔ اور لغت کے اعتبار سے اس میں (حال اور استقبال) دونوں زمانے پائے جاتے ہیں، یعنی نبی ﷺ کی خاصیت یہ ہے کہ آپ حق بات کہتے ہیں اور جو الفاظ آپ کی زبان اقدس سے صادر ہو چکے وہ بھی ہمیشہ حق ہی رہے گا، چاہے اس میں جتنی بھی آزمائشیں اور رکاوٹیں ہی کیوں نہ ہوں۔ آگے چل کر لفظ

شھدت بیان کیا جو کہ فعل ماضی کا صیغہ ہے جس میں معنی کے اعتبار سے دوام پایا جاتا ہے اور اس میں اللہ تعالی کی اخص الخصوص معیت کا بھی ذکر ہے، کہ باری تعالی اپنے محبوب نبی ﷺ کی مدد و نصرت کیلئے ہمہ وقت موجود اور حاضر ہیں۔

- <u>سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ</u>

یارب لو لا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا
فأنزلن سكينة علينا وثبت الأقدام إن لاقينا
إن الكفار قد بغوا علينا [1]

ترجمہ:

اے میرے رب! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا، تو نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ پس تو ہم پر ضرور سکینت نازل فرما، اور ہمیں ثابت قدم رکھ اگر ہمارا دشمن سے سامنا ہو، کیونکہ کافروں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔

فصاحت وبلاغت:

شعر کے آغاز میں یا رب کا لفظ بولا گیا، جو اللہ تعالی کے تعارف کا بہترین ذریعہ ہے، کہ اے مجھے پالنے والے۔ اس کے بعد کہا: لو لا أنت

یہاں أنت جس سے باری تعالی کو مخاطب کیا گیا ہے، اس کے شروع میں لو لا کر باری تعالی کا ھدایت دینا، صدقہ اور نماز کی توفیق دینے کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ جب لو لا ایسی عبارت پر داخل ہو جو شرط اور جواب شرط بن رہی ہے، تو وہاں جب شرط

---

[1] علی سامی النشار: شهداء الاسلام فی عهد النبوة ، دار المعارف ، القاهره ، 1989 ص 168- 169

پائی جائے گی جواب شرط بھی ہو گا، اور اگر شرط نہ ہو تو اس کی جزا بھی نہیں ہو گی۔۔۔۔تو یہاں معنی اس اعتبار سے ہے کہ اے باری تعالیٰ تو ہے تو تیری وجہ سے ہی یہ تمام چیزیں موجود ہیں، اگر تو نہ ہو تو یہ تمام چیزوں کا وجود بھی معدوم ہو جائے۔اس کے بعد کہا: فأنزلن اصل میں یہ صیغہ فأنزل تھا تو اس کے آخر میں ن برائے تاکید استعمال ہوا ہے، معنی یہ ہوا کہ اے باری تعالیٰ تو ضرور ہم پر سکینت نازل فرما۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا ایک اور شعر ہے:

يبيت يجافى جنبہ عن فراشہ
إذا ثقلت بالمشركين المضاجع [1]

ترجمہ:

رات کے وقت ان حضور ﷺ کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں، جبکہ اس وقت مشرکین بستروں میں پڑے سو رہے ہوتے ہیں۔

فصاحت وبلاغت:

شعر کے آغاز میں بتایا گیا کہ نبی ﷺ رات گزارتے ہیں اور اس کیلئے لفظ یبیت کا استعمال کیا گیا۔۔۔۔اور جس کے معنی میں ہی یہ خصوصیت ہے کہ یہ رات کے گزارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔اس کے بعد بتلایا گیا یجافی۔۔اس کا معنی ہے الگ رہتے ہیں ان کے پہلو بستر سے، الگ کے معنی میں کتنا دقیق پن ہے کہ صرف تھوڑی بہت علیحدگی مراد نہیں ہے، بلکہ ایسی علیحدگی ہے جس میں کھردرا پن، حد درجہ کی بے رخی، سخت اور اکھڑ ہونا اور بے رحم اور سنگ دل ہو جانا اس چیز سے جس سے علیحدگی اختیار کی جارہی ہے[2]۔ اسی طرح مشرکین کی نیند کے بارے لفظ ثقلت استعمال کیا گیا، اس کی بجائے لفظ ینوم بھی استعمال کیا جا سکتا تھا، لیکن ثقلت لا کر ان کا نیند میں ڈوب جانا اور اس حد تک غرق ہونا بیان کر دیا کہ گویا بستر ان کی مدہوشی کی وجہ سے بوجھل ہو چکے ہیں۔مزید یہ کہ اس شعر میں بڑی خوش اسلوبی کیساتھ نبی کریم ﷺ کی عبادت اور مشرکین کی غفلت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ

ولقد شهدت بأن دينک صادق حق و أنک فی الميعاد جسيم [3]

ترجمہ:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دین سچا اور برحق ہے، اور آپ ﷺ وعدے کے پکے ہیں۔

فصاحت و بلاغت:

[1] پروفیسر مولانا محمد رفیق، منتخب عربی اشعار، مکتبہ قرآنیات لاہور ،ص 61
[2] القاموس الوحید ص 268
[3] منتخب عربی اشعار، ص 95

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اس شعر کے آغاز میں بات میں مزید تاکید پیدا کرنے کیلئے لقد کا استعمال کیا ہے،اور اس لفظ کی بھی ساخت پر اگر غور کیا جائے تو یہ دو لفظوں سے مرکب ہے ایک لام اور دوسرا قد اور یہ دونوں لفظ ہی تاکید کا معنی دیتے ہیں۔ پھر اس میں تاکید مزید کیلئے أن استعمال کیا گیا، جو کہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے۔یعنی آپ کا دین اتنا سچا اور برحق ہے کہ جس میں کسی کا قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔اور آپ ﷺ میں وعدے کی پختگی اور ایفائے عہد کی پابندی اس قدر ہے کہ اس کیلئے لفظ جسیم استعمال کیا گیا، جس کا معنی ہے کہ اتنا وعدے کا پکا جیسے کوئی تناور، طاقتور، زبردست، بھاری بھرکم چیز ہو۔[1]

اسی طرح ان کا ایک شعر ہے:

فشهد السمع والفؤاد بما قلت ونفسى الشهيد وهى الخبير
أن ما جئتنا بہ حق و صدق ساطع نوره مضيئ منير
أذهب الله ضلة الجهل عنا وأتانا الرخاء والميسور[2]

ترجمہ:

پس گواہی دی ہے سماعت اور دل نے اس بات کی جو آپ نے کہی، اور میرا دل بھی گواہ ہے اور اس کی پوری خبر رکھنے والا ہے کہ جو شریعت آپ
ہمارے پاس لائے ہیں وہ برحق اور سچ ہے، اس کا نور خوب پھیلتا ہے، وہ چمکدار اور روشن ہے۔ دور کر دی اللہ نے جہالت کی گمراہی ہم سے، اور ہمارے پاس خوش حالی اور آسانی آگئی۔

فصاحت و بلاغت:

شعر کے آغاز میں شهد کو بطور فعل استعمال کیا گیا گواہی کے معنی میں، پھر اس کی مزید تاکید کیلئے الشهيد اور الخبير کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، اور یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں فعيل کے وزن پر جو کہ تاکید کا معنی دیتے ہیں۔ پھر آگے چل کر نور شریعت کو واضح کرنے کیلئے تین مختلف الفاظ استعمال کئے جو کہ درج ذیل ہیں: ساطع ، مضيئ ، منير جن کا معنی بالترتیب، پھیلانے والا، چمکدار اور روشن کرنے والا ہے۔ پھر آخر میں باری تعالی کی عطا کی گئی نعمت ایمان کا شکر ادا کرنے کیلئے صیغہ أذهب لا کر واضح کیا اللہ تعالی نے گمراہی کو ایسے ختم کیا جیسے وہ گمراہی موجود ہی نہ تھی، اور الرخاء کا لفظ استعمال کیا جو کہ کشادگی، خوش حالی اور آسودگی تینوں معانی میں استعمال ہوتا ہوتا ہے۔

- <u>سيدنا كعب بن مالك رضى الله عنه</u>

إن الذين يكذبون محمدا كفروا و ضلوا عن سبيل المتقى[1]

---

[1] القاموس الوحيد ص 260
[2] ابن عبدالبر ، الإستيعاب فى معرفة الاصحاب جلد 2 ص 31 ؛ ابن سلام الجمحى، طبقات فحول الشعراء، السفر الاول، ص 242 ؛ محمد عبدالحليم غنيم ، الدكتور ،شعراء حول الرسول ﷺ، ص 112

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ترجمہ:

جو لوگ نبی اکرم ﷺ کو جھٹلاتے ہیں وہ کافر ہیں اور وہ متقی لوگوں کے رستے سے بھٹک گئے۔

فصاحت و بلاغت:

آغاز میں حروف مشبہ بالفعل میں سے إن کو استعمال کیا ہے جو کہ تاکید کا معنی دیتا ہے۔ اور اسی طرح یکذبون باب تفعیل سے ہے جو کہ بذات خود معنی میں مبالغہ پیدا کرتے ہیں۔ پھر آخر میں پھر ان کے کفر اور گمراہی کو بیان کرنے کے لیے ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جو کہ معنی کے متحقق ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

عجبت لأمر الله والله قادر   علی ما أراد لیس لله قاہر
قضی یوم بدر أن نلاقی معشرا   بغوا و سبیل البغی بالناس جائر [2]

ترجمہ:

مجھے تعجب ہے اللہ کے حکم پر، اور صورت حال یہ ہے کہ اللہ جو چاہے کرنے پر قادر ہے اور اللہ پر کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ بدر والے دن ہم ایسی جماعت سے ملاقات کریں، جنہوں نے اللہ سے بغاوت کی ہے اور لوگوں میں سے بغاوت کا راستہ اختیار کرنے والے ظالم ہوتے ہیں۔

فصاحت و بلاغت:

آغاز میں اللہ تعالی کے امر اور قدرت پر تعجب کا اظہار کرنے کیلئے عجبت کا لفظ لائے جو کہ افعال تعجب میں سے ہے۔ اور اللہ کی قدرت کو ثابت کرنے اور اس ذات پر کسی کے غالب نہ آنے کی پختگی کو بیان کرنے کیلئے قادر اور قاہر کو ایک ہی وزن پر لائے تاکہ قاری کے ذہن میں یہ بات نقش ہو جائے۔ اسی طرح ملاقات کیلئے لفظ نلاقی بیان کیا جو کہ باب مفاعلہ سے ہے، جس کا معنی ہے آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا، یعنی اللہ تعالی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہماری دونوں جماعتوں کی آپسی ملاقات کی صورت میں وقوع پذیر ہو کر رہے گا، جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔

- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

ماذا علی من شم تربۃ أحمدا   أن لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو أنہا   صبت علی الأیام صرن لیالیَ [3]

ترجمہ:

---

[1] منتخب عربی اشعار، ص 116
[2] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، جلد 2، ص 412؛ شعراء حول الرسول ﷺ، ص 135
[3] منتخب عربی اشعار، ص 117

جو کوئی احمد کی قبر سونگھ لے، اس پر کیا واجب کہ وہ مدت العمر خوشبو نہ سونگھے۔ مجھ پر ایسی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

فصاحت و بلاغت:

آغاز میں سوال کرنے کیلئے تمام ادوات استفہام میں سے صرف ماذا کو استعمال کیا، جو کہ اپنے مقصود میں بالکل واضح اور احسن اسلوب والا ہے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارکیلئے قبر کی بجائے تربت کا لفظ استعال کیا، جو کہ قبر اور مرقد کا معنی ادا کرنے میں انوکھی حیثیت رکھتا ہے اور ساتھ یہ کہ جب تربت لفظ بولا جاتا ہے تو قبر کیساتھ ساتھ متبادر الذھن یہ بات آتی ہے کہ وہ قبر مٹی کی بنی ہوئی ہے۔ آگے چل کر زمانے کی طوالت کو بیان کرنے کیلئے دیگر الفاظ سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف مدی کا استعمال کیا گیا جس کا معنی ہے تا قیامت، ہمیشہ۔ یعنی جو نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی مٹی سونگھ لے گا، اسے تا قیامت خوشبو کی ضرورت نہ پڑے گی۔ جیسا کہ عربی مقولہ ہے: لا أفعل ذلک مدی الزمان یعنی میں یہ کام تا قیامت نہیں کروں گا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صبت جس کا معنی ہے کہ بہائے گئے، یعنی نبی اکرم ﷺ کی وفات پر مجھ پر غموں کے پہاڑ ایسے ٹوٹے جیسے زبردستی کوئی چیز سر پر بہائی جا رہی ہو، اور پھر ان غموں کی مزید شدت تشبیہ دیتے ہوئے بیان کی کہ غم اتنے تھے کہ اگر وہ روشن دنوں پر اترآتے تو وہ دن بھی سیاہ و تاریک راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

- <u>سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ</u>

رضينا قسمة الجبار فينا   لنا علم وللجهال مال
فإن المال يفنى عن قريب   وإن العلم يبقى لا يزال [1]

ترجمہ:

ہم خدائے جبار کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو دولت دی۔ کیونکہ مال تو جلد ہی فنا ہو جائے گا، لیکن علم باقی رہے گا وہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

فصاحت و بلاغت:

اس شعر کے آغاز میں رضينا کا لفظ استعال کیا گیا ہے، اگرچہ اس کی جگہ متبادل الفاظ خوش ہونا وغیرہ بھی کہے جا سکتے تھے، لیکن چونکہ اس لفظ رضينا میں دل و جان دونوں کی خوشی شامل ہے۔ پھر اس میں مزید انوکھا پن یہ ہے کہ باری تعالی کا نام ذکر کرنے کی بجائے اس کی صفت الجبار کا ذکر کیا ہے، جس کا معنی ہے خوب زبردست و قادر، یعنی وہ ذات اس بات پر قادر تھی کہ ہمیں

[1] منتخب عربی اشعار، ص 79

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مال و دولت سے نواز کر سیدھے راستے سے ہٹا دیتا اور ہم علم کی دولت سے محروم ہو جاتے، لیکن اس کا فضل ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔اور جاہلوں کی جہالت کے بیان کو الجھال کے صیغے سے بیان کیا جس میں حد درجہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔مال کے فنا ہونے کی تاکید کو بیان کرنے کیلئے إن استعمال کیا جو کہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے۔اور اس کے بعد علم کے باقی رہنے کی تاکید کو بیان کرنے کیلئے إن استعمال کیا،اس کے بعد یبقی استعمال کیا کہ جو باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے اور اس کی بقا میں مزید تاکید کیلئے لا یزال استعمال کیا جو کہ کسی چیز کے ہمیشہ رہنے پر دلالت کرتا ہے،یعنی ایسی بقا ہے کہ اس کو کوئی زوال نہیں۔

- <u>سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا</u>

ألا یا رسول اللہ □ کنت هادیا   وکنت بنا برا ولم تک جافیا
وکنت رحیما هادیا و معلما   لبیک علیک الیوم من کان باکیا
لعمرک ما أبکی النبی لفقده   ولکن لما أخشی من الهرج آتیا
کان علی قلبی لذکر محمد   وما خفت من بعد النبی المکاویا[1]

ترجمہ:

خبردار! اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ھادی تھے،اور آپ ہمارے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور آپ سخت دل نہ تھے، اور آپ نہایت رحم کرنے والے، راہ دکھلانے والے اور معلم تھے۔حاضر ہے آج آپ پر ہر وہ شخص جو رونے والا ہے۔آپ کی زندگی کی قسم! میں نبی ﷺ کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں رو رہی،اور لیکن میرے رونے کی وجہ وہ فتنہ ہے جو آپ ﷺ کے بعد رونما ہونے والے ہیں۔یقیناً میرے دل پر ذکر محمد ﷺ ہوتا ہے،اور میں نبی ﷺ کے بعد کسی بھی داغنے والے سے نہیں ڈری۔

فصاحت و بلاغت:

شروع میں ألا ذکر کیا گیا جو سامعین کو متنبہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور بطور تحضیض بھی استعمال ہوتا ہے۔یعنی یہ کلمہ ادا کرنے سے سامعین پوری توجہ سے بات کو سنتے ہیں کہ متکلم کوئی اہم بات کرنے والا ہے۔اسی طرح آگے مخاطب کرنے کیلئے یا حرف ندا استعمال کیا گیا،اور حد درجہ آپ ﷺ کی تعظیم اور توقیر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے نام کی بجائے اللہ کے رسول ﷺ کے انداز سے مخاطب فرمایا ہے۔اور آپ ﷺ کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے وہ وصف بیان کیا جو آپ کے تمام اوصاف پر حاوی ہے اور جس کا تعلق جمیع انسانیت کے مفاد سے ہے۔: هادی کہ آپ ﷺ پوری انسانیت کے رہنما ہیں،یعنی یہ ایسا وصف ہے جس کا تعلق صرف میری ذات سے نہیں،بلکہ جمیع بنی نوع انسان سے ہے۔اور اسی طرح آپ ﷺ کے احسانات اور اعلیٰ اخلاق کو صرف دو لفظوں میں بیان کر دیا کہ بنا برا اور لم تک جافیا کہ آپ بالکل سخت دل نہ تھے، کہ ایسا جو

[1] ابن عبدالبر، الاستیعاب فی تمییز الاصحاب، جلد 1، ص 36-37 ؛ شعراء حول الرسول □، ص 85

بے رحم، سنگ دل، بے درد، سخت مزاج، کرخت، روکھا جیسی صفات قبیحہ سے مرکب ہو[1]۔اسی طرح آپ ﷺ کی مزید صفات کو بھی مبالغے کے صیغوں سے بیان کیا گیا مثلاً: رحیم، هادی، معلم ، یہ تمام مبالغے کے معانی پر دلالت کرتے ہیں۔لعمرک کہ کر آپ ﷺ کی زندگی کی قسم اٹھائی گئی، اگرچہ اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ جملہ اہل عرب بطور قسم استعمال کرتے تھے یا بطور تکیہ کلام۔اور پھر آخر میں فرمایا کہ میرے دل پر ذکر محمد ﷺ قائم رہتا ہے، اس کے لئے کان کا استعمال کیا جو بذات خود فعل کے استمرار پر دلالت کرتا ہے اور اس کی مزید تاکید کیلئے ذکر پر ل کا اضافہ کر دیا جو کہ تاکید کا معنی دیتا ہے۔

- <u>سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنه</u>

ولیس لنا فاعلم ولیس لبیتنا سوى الله من مولى عزيز ناصر [2]

ترجمه:

اور یاد رکھو! اللہ کے سوا ہمارا اور ہمارے گھر کا کوئی محافظ اور مددگار نہیں۔

فصاحت و بلاغت:

آغاز میں لیس کو استعمال کیا، جو کہ افعال ناقصہ میں سے ہے یعنی بعد میں کی گئی بات میں نقص رہتا ہے، جس کی تکمیل کیلئے مزید وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کیلئے بعد میں باری تعالی کی ولایت، غالب ہونا، اور مدد کرنا ذکر کر دیا گیا تاکہ معنی میں جو نقص رہ گیا تھا وہ مکمل ہو جائے۔اور اللہ تعالی کی مدد و نصرت کے اثبات کیلئے اگلے جملے کیساتھ دوبارہ پھر لیس کو مقرر لایا گیا، تاکہ معنی میں پختگی پیدا ہو سکے۔اس کے بعد سوی کو استعمال کیا جو کہ ادات استثناء میں سے ہے، یعنی معنی یہ ہوا کہ کوئی بھی دوست نہیں سوائے اللہ تعالی کے۔اور آخر میں اللہ تعالی کی صفات کا تذکرہ کیا جو کہ الولی اور عزیز اور ناصر ہیں۔اور سارے مبالغے کے اوزان ہیں اور معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

- <u>سیده تماضر بنت عمرو (الخنساء) رضی الله عنہا</u>

يذكرني طلوع الشمس صخرا وأذكره بكل غروب شمس [3]

ترجمه:

مجھے سورج کا نکلنا میرے بھائی صخر کی یاد دلاتا ہے، اور میں سورج کے غروب ہونے پر اسے یاد کرتی ہوں۔

فصاحت و بلاغت:

ذکر یذکر باب تفعیل ہے کہ جس میں معنی کی زیادتی موجود ہے۔اسی طرح اس شعر میں بڑی ہی انوکھی تشبیہ پائی جاتی ہے کہ سورج کے طلوع ہونے کو اپنے بھائی کی پیدائش سے تشبیہ دی اور سورج کے غروب کو اپنے بھائی کی وفات سے تشبیہ دی ہے۔

---

[1] القاموس الوحید ص 268
[2] منتخب عربی اشعار، ص 44
[3] منتخب عربی اشعار، ص 52 ؛ شعراء حول الرسول ﷺ، ص 70

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اسی طرح اپنے بھائی کے بارے ان کا دوسرا شعر ہے:

عاش خمسین حجۃ ینکر المنکر فینا ویبذل المعروفا
رحمۃ اللہ و سلامہ علیہ وسقی قبرہ الربیع خریفا[1]

ترجمہ:

وہ پچاس سال زندہ رہے اس حال میں کہ وہ برائی کو روکتے رہے، اور نیکی خرچ کرتے رہے۔ اللہ کی رحمتیں اور اس کی سلامتی ہو اس پر، اور اس کی قبر کی خزاں کو بہار کا موسم سیراب کرے۔

فصاحت و بلاغت:

شعر کے آغاز میں بیان کیا کہ وہ پچاس سال زندہ رہا۔ اور اس کیلئے سنۃ کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے حجۃ کا لفظ استعمال کیا جس کا عمومی معنی ایک مرتبہ حج کرنا ہوتا ہ، چونکہ ایک حج سے دوسرے حج تک کا دورانیہ ایک سال کا ہوتا ہے تو اس مناسبت سے حجۃ کا لفظ استعمال کیا۔ اسی طرح ان کے مزید دو اوصاف بیان کئے کہ وہ برائی کو روکتے ہیں، برائی کے لفظ کی مناسبت سے ہی فعل لایا گیا ہے۔ ینکر المنکر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اس کیلئے لفظ یبذل استعمال کیا، جس کا معنی ہے خرچ کرنا، گویا کہ وہ اس طرح نیکی کا حکم دیتے ہیں، جیسے کوئی مال خرچ کرنے والا اپنا مال بے بہا خرچ کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ کی رحمتیں اور سلامتی کی دعا بڑے احسن انداز میں کرتے ہوئے سلامتی کو رحمت پر مقدم کیا، کیونکہ اللہ کی رحمت سے ہی جمیع بنی نوع انسان کے جمیع معاملات حل ہو پاتے ہیں، اور اللہ کی رحمت شامل حال ہو گی، تو تبھی اس کی سلامتی کا نزول ہو گا۔ اور آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر بالفرض اس کی قبر پر موسم خزاں کے آثار ہیں تو پیچھے بیان کی گئی اللہ کی رحمت سے اس خزاں کے درختوں کی بہار کے پانی سے آبیاری ہو، تاکہ اس پر چھائی ہوئی خزاں، موسم بہار میں تبدیل ہو جائے اور وہ اپنی قبر میں راحت پا سکے، اسی لیے موسم خزاں کی سیرابی بیان کرنے کیلئے سقی کا لفظ استعمال کیا۔

- سیدنا مالک بن عوف رضی اللہ عنہ

ما إن رأیت ولا سمعت بمثلہ فی الناس کلھم بمثل محمد [2]

ترجمہ:

میں نے سب لوگوں میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جیسا نہ کوئی دیکھا اور نہ کوئی سنا۔

فصاحت و بلاغت:

[1] محمد عبدالحلیم غنیم ، الدکتور ،شعراء حول الرسول ﷺ، ص 70

[2] ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ ، المجلد الثانی ، ص 261-262 ؛ شعراء حول الرسول ﷺ، ص 143

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

شعر کے آغاز میں انہوں نے ما استعمال کیا جو کہ ادوات نافیہ میں سے ہے، اور اس کی مزید تاکید کیلئے ان بھی لائے جو کہ کبھی کبھی نفی کا معنی دینے کیلئے استعمال ہو جاتا ہے۔ گویا کہ انہوں نے بڑی تاکید کیساتھ اس چیز کی نفی کر دی کہ نبی ﷺ جیسا انہوں نے کوئی بھی نہیں دیکھا اور سننے کیلئے اگر سمعت سے پہلے لا نہ بھی لاتے تو معنی مکمل تھا، مگر پھر بھی سمعت کیساتھ لا استعمال کر دیا تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور اس بات میں پختگی ہو جائے کہ میں نے نبی ﷺ جیسا نہ کبھی دیکھا اور نہ ہی کبھی سنا۔ اس کے بعد الناس کا لفظ استعمال کیا، جو کہ اگرچہ لفظی طور پر واحد ہے لیکن اس میں جمع معنی ہے، جمع کا معنی ہونے کے باوجود اس کی تاکید لفظی لائے کلھم کیساتھ اور یہ کلھم ان الفاظ میں سے ہے جو تاکید لفظی کا معنی دیتے ہیں اور یہ درج ذیل ہیں کل، اجمع ،اکتع، وغیرہ۔ اسی طرح شعر کی پہلی لائن کے آخر میں بمثلہ استعمال کیا جس کی ضمیر کا مرجع نبی ﷺ کی ذات مبارکہ ہے، لیکن شعر کے آخر میں پھر پھر بنفس نفیس نبی اکرم ﷺ کا نام ذکر کر دیا تاکہ کسی کا ذہن نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کے سوا کسی اور طرف نہ جائے۔

اسی طرح ان کا ایک اور شعر ہے:

هابت الأعداء جانبنا　　ثم تغزونا بنو سلمة
وأتانا مالك بهم　　ناقضا للعهد والحرومة
وأتونا فی منازلنا　　ولقد كنا أولی نعمة [1]

ترجمہ:

ہمارے جوانب میں دشمن مرعوب ہو گیا، پھر ہم سے لڑائی کی بنو سلمہ نے، اور ہمارے پاس مالک انہیں (بنو سلمہ کو) لیکر آئے اس حال میں کہ وہ توڑنے والا عہد و حرمت کو، اور وہ ہمارے پاس ہمارے گھروں میں آئے اور یقیناً ہم نعمت کے زیادہ لائق تھے۔

فصاحت و بلاغت:

شعر کے آغاز میں مرعوب اور خوف کھانے جیسے معانی مراد لینے کیلئے دیگر الفاظ سے صرف نظر کرتے ہوئے هاب کا لفظ استعمال کیا جو کہ اس معنی کیلئے بالکل موزوں اور لائق ہے اور اس سے مرعوبیت کا معنی بہت جلد سمجھ آجاتا ہے۔ اس کے بعد لڑائی کیلئے لفظ تغزونا استعمال کیا حالانکہ قتال وغیرہ کے الفاظ بھی استعمال کئے جا سکتے تھے، لیکن غزا یغزو کا معنی ہے کہ لڑائی کرنے کیلئے خود دشمن کے علاقے میں جانا اور وہاں جا گھسنا، جبکہ قتال وغیرہ کے الفاظ میں یہ معنی موجود نہیں ہوتا۔ اور آگے ناقضا للعهد اور الحرومة کے الفاظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ تمام عہد و میثاق اور تمام حرمتیں پامال کرتے ہوئے ہمارے علاقے میں ہم سے جنگ کرنے کیلئے گھس آیا ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت کیلئے کہ وہ خود آئے تھے، اس کو ان الفاظ سے

[1] ابن حجر العسقلانی، الإصابہ فی تمییز الصحابة ، جلد 3 ، ص 352. ؛ محمد عبدالحلیم غنیم ، الدکتور ،شعراء حول الرسول ﷺ، ص 144

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

بیان کیا:و أتونا فی منازلنا ۔اسی طرح آخر میں اپنی کامیابی کو ان الفاظ میں بیان کہ :ولقد جو کہ تاکید کیلئے ہے،اسی طرح أولیٰ جو کہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے،یعنی ان ہمارے دشمنوں کی بہ نسبت نعمتوں اور کامیابیوں کے بہت قریب ہم ہی تھے۔

- سیدنا أبو ذؤیب ہذلی رضی اللہ عنہ

إسمع لدیک مقالتی و تسمعِ   وذلک من فعل الیہود ولوع
إن لم أقاتل فالبسونی برقعا   والدھر لیس بمعتب من یجزع[1]

ترجمہ:

جو بات کر رہا ہوں اسے سن،اور غور سے سن! یہ بات بھی یہودیوں کی من گھڑت اور جھوٹی باتوں میں سے ہے۔اگر میں نہ لڑوں تو مجھے برقعہ پہنادینا! زمانہ کسی کے رونے دھونے کی پروا نہیں کرتا۔

فصاحت و بلاغت:

آغاز میں ہی إسمع کا لفظ استعمال کر کے سامعین کو متنبہ کیا اور اس پر مزید تاکید یہ کہ تسمّع،یعنی میری بات صرف سننی نہیں،بلکہ توجہ سے سننی ہے۔اسی طرح جھوٹ کیلئے لوع کا لفظ استعمال کیا جس سے مراد ایسا جھوٹ ہے کہ جس کی وجہ سے دل کو شدید ٹھیس اور رنج پہنچے اور جس سے دل جل اٹھے۔پھر فرمایا کہ اگر میں نہ لڑوں تو مجھے برقعہ پہنادینا،یعنی یہ بزدل ہونے میں مشابہت ہے،جیسا کہ جو شخص نہایت بزدل اور کمزور ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تو عورتوں جیسا ہے،یا اس نے تو عورتوں کی طرح برقعہ پہنا ہوا،یا اس سے بہتر تھا کہ تو برقعہ پہن لیتا،گویا اس انداز میں بیان کیا ہے کہ میری کمزور ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اگر میں نے بزدلی دکھائی تو مجھے برقعہ پہنادینا۔اور زمانہ کیلئے لفظ الدھر کا استعمال کیا جو کہ اپنے مطلوب پر بالکل واضح اور عموما مدت مدید کا معنی مراد کیلئے الدھر کا لفظ استعمل کیا جاتا ہے۔اور زمانے کی پرواہ کو بیان کرنے کیلئے معتب کا لفظ استعمال کیا جس سے مراد ایسی پرواہ ہوتی ہے جس میں ملامت،اظہار ناراضگی،سرزنش کرنا یا کسی سے ناگواری محسوس کرنا۔

اسی طرح ان کا ایک شعر ہے:

والنفس راغبۃ اذا رغبتھا   وإذا ترد الی قلیل تقنع[2]

ترجمہ:

اور نفس مشتاق ہونے والا ہے جب تو اسے کسی چیز کا طرف راغب کرلے،اور جب اسے تھوڑی چیز کیطرف لٹادیا جائے تو وہ قناعت پسند ہو جاتا ہے۔

---

[1] منتخب عربی اشعار، ص 127-128 ؛
[2] محمد عبدالحلیم غنیم ، الدکتور ،شعراء حول الرسول ﷺ، ص 23

فصاحت و بلاغت:

اس شعر میں نفس کی حقیقت بیان کی ہے کہ اس کو جس طرف موڑ دیا جائے تو وہ ویسی ہی چیزوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ نفس کے شروع میں الف لام کا اضافہ کیا جو کہ ال استغراق کا ہے، یعنی جمیع انسانوں کے نفوس کو ضمن میں لئے ہوئے ہے۔

- سیدنا ابو سفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ

أرقت فبات لیلی لا یزول　　ولیل أخی المصیبۃ فیہ طول
فلم نر مثلہ فی الناس حیا　　ولیس لہ من الموتی عدیل [1]

ترجمہ:

میں جاگتا رہا اور رات ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ مصیبت کی رات واقعی لمبی ہوتی ہے۔ ہم نے ان (نبی ﷺ) جیسا کوئی زندہ آدمی نہیں دیکھا اور مرنے والوں میں بھی آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں۔

فصاحت وبلاغت:

اس شعر کے آغاز میں لفظ أرقت کا استعمال کیا جو کہ فعل ماضی ہے، اور اس اعتبار سے بھی یہ لفظ بالکل موزوں ہے کہ گزشتہ رات کے بارہ میں بات ہو رہی ہے۔ اسی طرح مزید تاکید کیلئے بات لفظ استعمال کیا،،، اگرچہ أرقت ہی سے معنی کی تکمیل ہو گئی تھی، اور مزید تاکید کیلئے لا یزول کا استعمال کیا جو کہ از خود کسی چیز کے دوام پر دلالت کرتا ہے۔ گویا وہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں رات بھر ایک لمحہ بھی نہیں سویا۔ اسی طرح آگے بیان کیا کہ میں اس رات میں جاگتا رہا جو کہ مصیبت والی رات تھی، اس کیلئے اگر صرف اتنا بیان کر دیتے کہ لیل المصیبۃ یا اس سے ملتا جلتا لفظ، تو کفایت کر جاتا، لیکن رات کی مصیبت کی گہرائی و گیرائی کو بیان کرنے کیلئے کہا أخی المصیبۃ اور یہ أخی اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے۔ ویسے أخی کا معنی بھائی ہوتا ہے، لیکن یہاں یہ صاحب کے معنی میں ہے، جو کہ عرب قبائل میں سے کسی قبیلہ کی لغت ہو سکتی ہے، کہ وہ أخ کو بمعنی صاحب استعمال کرتے ہوں، جیسا کہ گرائمر کی کتابوں میں یہ تفاصیل موجود ہیں۔ اس کے بعد مصیبت والی رات کی طوالت کو مزید بیان کیلئے کہا فیہ طول اور اس کو یوں بھی کہ سکتے تھے کی تطول، لیکن اس کی بجائے کہا فیہ طول، اس میں فیہ جار مجرور مقدم ہے، اور یہ عربی گرائمر کا اصول ہے کہ اذا قدم الجار والمجرور یفید الحصر والاختصاص کہ جار مجرور کو جب کلام میں مقدم لایا جائے تو وہ حصر اور خصوصیت کا فائدہ دیتا ہے، یعنی اب یہ بات بالکل حتمی اور ثابت ہو چکی کہ مصیبت والی رات واقعی بہت زیادہ لمبی تھی۔ اور یہ ساری تمہید رات کی طوالت کی گیرائی اور اس میں مصیبت کی گہرائی کو بیان کرنے کا اصل ہدف اور مقصد بیان کر دیا کہ وہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم سے فراق تھا، کہ

[1] منتخب عربی اشعار، ص 82 ؛ محمد عبدالحلیم غنیم ، الدکتور ،شعراء حول الرسول □، ص 28

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

جب آپ کی وفات ہوگئی۔اور مزید رسالت مآب ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی زندگی بھی بے مثال تھی اور آپ ﷺ کی وفات بھی سانحہ عظیم اور عدیم النظیر تھی۔

مصادر و مراجع

1۔ محمد بن اسماعیل،البخاری، صحیح البخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، طبعہ دار طوق النجاة الطبعة الأولى، 2002

2۔ مولانا محمد رفیق، پروفیسر، منتخب عربی اشعار، مکتبہ قرآنیات لاہور

3۔ الدکتور محمد عبدالحلیم غنیم، شعراء حول الرسول ﷺ، مکتبۃ الایمان بالمنصورہ، الطبعۃ الاولی 2002

4۔ علی سامی النشار: شھداء الاسلام فی عھد النبوۃ، دار المعارف، القاھرہ

5۔ ابن عبدالبر، الإستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت الطبعۃ الأولی 1992

6۔ ابن سلام الجمحی، طبقات فحول الشعراء، السفر الاول، دار المدني- جدة

7۔ ابن ھشام، عبدالملک بن ھشام، السیرۃ النبویہ، الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولاده بمصر الطبعة الثانية، 1955

8۔ ابن حجر العسقلانی، حافظ، الإصابہ فی تمییز الصحابۃ، دار الکتب العلمیۃ – بیروت الطبعۃ: الأولی - 1995ھ۔

9۔ محمد عبدالرزاق، ابوعافیہ، البلاغۃ العربیہ، مؤسسۃ حسین رأس الجبل للنشر والتوزیع طبعہ 2018

10۔ عفت وصال حمزہ، دار الفکر، الطبعۃ الأولی 1987 دمشق، سوریا

11۔ روح اللہ، مولانا، عہد رسالت کے تفریحی مشاغل، دار الإشاعت، طبعہ 2011

12۔ مصطفی الصاوی الجوینی، الدکتور، البلاغۃ العربیہ، ناشر المعارف بالأسکندریہ طبعہ 2002

13۔ محمد بن أبي الخطاب، أبوزيد، القرشي، جمهرة أشعار العرب نهضة مصر للطباعة والنشر والتوزيع

14۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ، أبو محمد، الدینوري، الشعر والشعراء، دار الحدیث، القاھرۃ 2003

15۔ أبوعبيد الله بن محمد بن عمران بن موسى، المرزباني، أشعار النساء، تحقيق: الدكتور سامي مكي العاني، هلال ناجي طبعہ دار عالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة الأولى، 1995